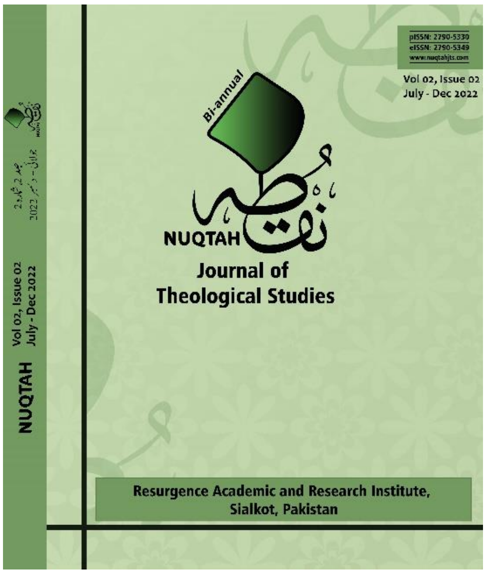


**NUQTAH** Journal of Theological Studies

**Editor: Dr. Shumaila Majeed**
(Bi-Annual)
Languages: Urdu, Arabic and English
pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349
https://nuqtahjts.com/index.php/njts

**Published By:**
Resurgence Academic and Research Institute, Sialkot (51310), Pakistan.

# مفہوم مخالف: اصول الفقہ اور علم الاصول کے مسائل پر اثرات کا تحقیقی جائزہ

# A Study of the Impacts of the Divergent Meaning on the Sciences of the Principles of Islamic Jurisprudence and Legal Theory of Muslim Jurisprudence

**Usman Ghani**
PhD scholar, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore
muftimuhammadusman@gmail.com

**Dr Asim Naeem**
Professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore
asimnaeem.is@pu.edu.pk

Published online: 30th December 2023

View this issue

OPEN ACCESS

CC BY

Complete Guidelines and Publication details can be found at:
https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics

# مفہوم مخالف: اصول الفقہ اور علم الاصول کے مسائل پر اثرات کا تحقیقی جائزہ

# A Study of the Impacts of the Divergent Meaning on the Sciences of the Principles of Islamic Jurisprudence and Legal Theory of Muslim Jurisprudence


## ABSTRACT

The Sciences of the Principles of Islamic Jurisprudence (Usul al-Fiqh) and Legal Theory of Muslim Jurisprudence (Fiqh) constitute pivotal disciplines within Islamic jurisprudence, guiding the interpretation and application of Islamic law (Sharia). This research paper explores the profound impacts of divergent meaning on these sciences, examining how differing interpretations influence legal rulings, methodologies of jurisprudential reasoning, and the evolution of Islamic legal thought. Through a comprehensive analysis of classical and contemporary scholarship, this paper elucidates the complexities inherent in reconciling divergent interpretations within the framework of Islamic jurisprudence. Additionally, it investigates the role of contextual factors, socio-cultural influences, and theological perspectives in shaping divergent meanings and their implications for contemporary legal discourse. By shedding light on the nuanced interplay between divergent meaning and Islamic legal theory, this paper contributes to a deeper understanding of the dynamic nature of Islamic jurisprudence and its relevance in the modern world.


**Keywords:** Mafhoom Mukhalif, textual implication, legal text, jurisprudence, legal maxims

مفہوم مخالف متنوع اقسام پر مشتمل مصدرِ استدلال ہے۔ مذکورہ حکم کی نقیض کو غیر مذکور کے لئے ثابت کرنا استدلال بمفھوم المخالف کہلاتا ہے۔ اگرچہ بطور مصدرِ استدلال اس کی اہمیت و حجیت میں اختلاف ہے۔ تاہم ائمہ اربعہ کے نزدیک یہ اصول و شرائط کے ساتھ مسلمہ مصدر رہے۔ لہذا بے شمار فروعی مسائل کی بنیاد مفہوم مخالف پر ہے اور اصولی مسائل پر بھی اس کا گہرا اثر پڑتا ہے۔ بہت سے مسلمہ قواعد فقہیہ کی بنیاد مفہوم مخالف پر ہے۔ عصر حاضر کے متجدد و مفکرین اپنی آراء کی ترجیحات میں اس کا بکثرت

استعمال کرتے ہیں۔ ملکی قوانین کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کے لئے پاکستان کے مؤقر و معتمد قانونی اداروں وفاقی شرعی عدالت کے فیصلوں اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات میں اس کے انطباقات موجود ہیں۔ اس آرٹیکل میں مفہوم مخالف کے مسائلِ اصول پر ہونے والے اثرات کو فقہاء اربعہ کے اقوال کی روشنی میں ذکر کیا گیا ہے۔

### ا۔ اصولِ مفہوم مخالف کا تعارف:

مفہوم موافق دو لفظوں کا مجموعہ ہے۔ بطور اصطلاح تعارف سے پہلے مفردات کے اعتبار سے اس کی معرفت ضروری ہے۔ اصطلاح میں اس قسم کی وضاحت کو ''تعریف اضافی'' کہا جاتا ہے۔[1] مفہوم موافق کی بحیثیت لقب تفہیم و توضیح کو ''تعریف لقبی'' کہا جاتا ہے۔ مفہوم فہم سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ فاء، میم، یاء کسی چیز کے علم پر دلالت کرتے ہیں۔[2] فہم کا معنی ہے۔ معرفتک الشئ با لقلب" یعنی کسی چیز کو دل سے پہچاننا۔[3] بعض حضرات نے لفظ سے معنی کے تصور کا نام فہم رکھا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ فهمت الشئ و عرفته و عقلته یعنی میں نے کسی چیز کو سمجھا اور پہچانا۔ علم اور فہم میں فرق ہے۔ مطلقاً کسی چیز کے ''ادراک'' کو علم کہا جاتا ہے، اور فہم کا معنی ہے۔ سرعة انتقال النفس من الامور الخارجيه الى غير ها[4] یعنی نفس کا جلدی سے امور خارجیہ سے دوسرے امور کی طرف منتقل ہونا۔ علامہ امام الحرمین فرماتے ہیں۔ الفاظ سے جو معنی سمجھ آتا ہے اس کی دو اقسام ہیں۔[5] ۱۔ وہ معنی جو منطوق بہ سے صراحتاً سمجھ آرہا ہو، منطوق کہلاتا ہے۔ ۲۔ وہ معنی جس کی تصریح نہ ہو اور منطوق بہ اس کی طرف اشارہ کر رہا ہو، وہ مفہوم کہلاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مفہوم کے لغوی معنی میں سمجھ، معرفت اور ادراک کے معنی موجود ہیں۔ اور ہر وہ معنی جو سمجھا جائے، اس کا تعلق خواہ لفظوں سے ہو یا نہ ہو وہ مفہوم کہلاتا ہے۔

### مفہوم مخالف کی اصطلاحی تفہیم:

علامہ جرجانی حنفیؒ نے مفہوم مخالف کی دو تعریفیں ذکر کی ہیں۔

۱۔ هو ما يفهم منه بطريق الالتزام۔

مفہوم مخالف وہ معنی ہے جو دلالت التزامی کے طور پر سمجھ میں آتا ہو۔

۲۔ هو ان يثبت الحكم فى المسكوت على خلاف ما ثبت فى المنطوق۔

مفہوم مخالف کا مطلب ہے کہ مسکوت (جو مذکور نہ ہو) میں منطوق (مذکور) کے خلاف حکم کا ثبوت ہو۔[6]

علامہ صفی الدین محمد شافعی[7] نے مفہوم مخالف کی تعریف کچھ اس طرح بیان کی ہے:

هو الذى دل اللفظ من جهة المعنى على ان حكم المسكوت عنه مخالف للمنطوق۔[8]

مفہوم مخالف وہ ہے جس پر لفظ معنی کی حیثیت سے دلالت کرے کہ مسکوت عنہ کا حکم منطوق کے مخالف ہے۔

فقہ حنابلہ کے نامور فقھیہ عبدالکریم النملہؒ مفہوم مخالف کی تعریف یوں بیان فرماتے ہیں:

مفہوم المخالف: الاستدلال بتخصيص الشئ بالذكر على نفى الحكم[9] عماعداه۔

مفہوم مخالف نام ہے کسی چیز کو ذکر کے ساتھ خاص کر کے حکم کی اس کے علاوہ سے نفی کرنے کا۔

علامہ ابن جزی کلبی[10] فرماتے ہیں۔

اثبات نقيض الحكم المنطوق به للمسكوت عنه[11]

منطوق بہ حکم کی نقیض کو مسکوت عنہ کے لئے ثابت کرنا

علامہ آمدی فرماتے ہیں۔

ما يكون مدلول اللفظ فى محل السكوت مخالفا لمدلوله فى محل النطق۔[12]

غیر مذکور میں لفظ کا مدلول منطوق کے مدلول کے مخالف ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ان ساری تعریفات میں غور کرنے سے درج ذیل امور سامنے آتے ہیں:

(۱) منطوق بہ وہ حکم ہے جو نص میں مذکور ہے۔

(۲) مسکوت عنہ جس کے بارے میں نص خاموش ہو۔

(۳) منطوق بہ حکم میں قیود۔

(۴) منطوق بہ حکم کی نقیض۔

جیسے نبی اکرم کا ارشاد ہے۔مطل الغنی ظلم[13] یعنی مالدار آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔اس حدیث کا مفہوم مخالف ہے مطل الفقیر لیس بظلم یعنی تنگدست کا ٹال مٹول کرنا ظلم نہیں ہے، منطوق بہ ہے حکم یعنی مالدار کا ٹال مٹول کرنا۔مسکوت عنہ ہے فقیر و محتاج شخص۔نقیض ہے ظلم کا نہ ہونا۔قید ہے مالداری۔

اس تفصیل کی روشنی میں یوں تعریف کرلی جائے تو زیادہ مناسب ہے۔ہو دلالة اللفظ علی ثبوت نقیض حکم المنطوق لغیر المنظوق لانتفاء قید معتبر فی تشریعہ۔(منطوق حکم کی نقیض کو غیر منظوق کے لئے ثابت کرنا منطوق حکم میں مذکور قید کے نہ ہونے کی وجہ سے)

**مفہوم مخالف کے دو مترادفات نقیض اور ضد کا باہمی تعلق:**

ضد اور نقیض میں فرق ہے۔ضد کی جمع اضداد ہے۔ضد کا معنی ہے کسی بھی چیز کا عکس یعنی الٹ جیسے وجود کا الٹ عدم ہے اور عدم وجود حیات کی ضد موت ہے۔جب کہ نقیض کا مطلب ہے کل شیء ما عدا الشیء (کسی بھی چیز کا ماسوا۔) جیسے ابیض کی ضد ہے اسود اور اس کی نقیض، ابیض کے علاوہ ہر رنگ جیسے احمر، اخضر، اصفر وغیرہ ہیں۔دو نقیضوں کا اجتماع نہیں ہوسکتا اور نہ ہی ارتفاع ہوسکتا ہے۔جیسے دن اور رات، نہ تو دونوں جمع ہوسکتے ہیں۔اور نہ ہی دونوں کا ارتفاع ہوسکتا ہے۔ مفہوم مخالف میں منطوق کی نقیض مسکوت کے لئے ثابت ہوتی ہے۔جیسے وجوب زکوۃ اور عدم وجوب زکوۃ، سائمہ میں زکوۃ ہے جبکہ ''معلوفہ (یعنی جس کو چارہ گھر میں ڈالا جاتا ہے۔) میں زکوۃ نہیں ہے۔یہ دونوں حکم ایک دوسرے کی نقیض ہیں۔نقیض ضد سے عام ہوتی ہے۔جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْھُمْ[14] (آپ مشرکین پر نماز جنازہ نہ پڑھیں۔) اس کا مفہوم مخالف ہے کہ ایمان والوں کی نماز جنازہ واجب ہے۔حالانکہ واجب نہیں ہے اور یہ نص کی ضد ہے۔جب کہ اصل یہ ہے کہ نص کا مفہوم مخالف عدم تحریم الصلاۃ علی المومنین ہے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نقیض ضد سے عام ہوتی ہے۔

**ا۔مفہوم مخالف کا اصول تخصیص پر اثر:**

تخصیص اصول فقہ کی اہم اصطلاح ہے۔عام و خاص کی مبحث میں اس کا ذکر آتا ہے۔یہ باب تفعیل کا مصدر ہے جس کا لغوی معنی جدا اور ممتاز کرنا ہے۔اہل عرب کا مقولہ ہے۔خصّہ بکذا یعنی غیر سے اس کو ممتاز و جدا کردیا، جب کہ اصطلاحی تعارف درج ذیل

ہے:

"ان المراد بالعام بعض افراده"یعنی تخصیص کا مطلب عام سے اس کے بعض افراد کو مراد لینا ہے۔ بعض حضرات کی رائے میں "قصر العام علی بعض مسمیاته"(عام کو بعض افراد پر بند کرنا) ہے۔[15]

تخصیص کے دو ارکان ہیں:

ا۔ مخصِّص بصیغہ اسم فاعل، مخصِص کا اطلاق دو چیزوں پر ہوتا ہے۔ ا۔ شارع پر، چنانچہ جب قران کریم میں تخصیص واقع ہو، تو مخصِص اللہ تعالی کی ذات گرامی ہوتی ہے۔ اور جب سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تخصیص وارد ہو تو مخصِص نبی اکرم صلی اللہ علیہ کی ذات گرامی ہوتی ہے۔ ۲۔ کبھی مخصص کا اطلاق اس دلیل پر ہوتا ہے، جس سے تخصیص کا عمل واقع ہوتا ہے

2۔ مخصّص بصیغہ اسم مفعول۔[16]

## نسخ اور تخصیص میں فرق:

ا۔ تخصیص میں عام کے بعض افراد کو خارج کیا جاتا ہے یعنی حکم ان کو شامل نہیں ہوتا۔ جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ فَلَبِثَ فِيۡهِمۡ اَلۡفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمۡسِيۡنَ عَامًا۔[17] اس میں اِلَّا خَمۡسِيۡنَ عَامًا تخصیص ہے اور حکم میں شامل نہیں ہے۔ اور اصل اس کا معنی ہے نو سو پچاس سال رہے۔ جبکہ نسخ میں حکم میں شامل افراد کی حکم سے نفی کی جاتی ہے۔

۲۔ تخصیص کبھی مقارن بھی ہوتی ہے، جبکہ نسخ ہمیشہ متاخر ہوتا ہے۔

۳۔ تخصیص اخبار میں ہو سکتی ہے جبکہ نسخ اخبار میں نہیں ہوتا، کیونکہ خبر کو تبدیل یا ختم نہیں کیا جا سکتا۔

۴۔ تخصیص المقطوع بالمظنون (قطعی حکم کو ظنی کے ساتھ خاص کرنا) جائز ہے۔ البتہ قطعی کو ظنی کے ساتھ نسخ کرنا درست نہیں ہے۔

۵۔ متواتر حکم کو خبر واحد سے نسخ نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ متواتر میں خبر واحد کی بنیاد پر تخصیص ہو سکتی ہے۔ سورۃ النساء کی آیت نمبر: ۲۴ وَاُحِلَّ لَكُمۡ مَّا وَرَآءَ ذٰ لِكُمۡ [18](اور ان کے سوا تم پر سب عورتیں حلال ہیں) کے عموم میں خبر واحد نَهَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلَى عَمَّتِهَا أَوْ خَالَتِهَا [19](رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ کسی عورت اور اس کی

پھوپھی کو اور کسی عورت اور اس کی خالہ کو (ایک مرد کے نکاح میں) جمع کیا جائے) سے تخصیص کی گئی ہے۔ سورۃ النساء کی آیت نمبر ١١، يُوۡصِيۡكُمُ اللّٰهُ فِىۡۤ اَوۡلَادِكُمۡ [20](اللہ تعالی تمہاری اولاد کے حق میں تمہیں حکم دیتا ہے) میں خبر واحد لا نورث، ما ترکنا فھو صدقۃ [21] (قطعی حکم کو ظنی کے ساتھ خاص کرنا) خبر واحد سے تخصیص کی گئی ہے۔

٦۔ نسخ کے لئے جدید خطاب لازمی ہوتا ہے، جب کہ تخصیص خطاب کے بغیر جیسے عقل، عرف، اور قیاس وغیرہ سے بھی ہو جاتی ہے۔

٧۔ تخصیص کے لئے تعدد لازمی ہے، اس لئے کہ تخصیص کا مطلب ہوتا ہے، متعدد افراد میں سے کچھ کو حکم سے نکالنا، جب کہ نسخ شی واحد میں بھی ہو سکتا ہے، جیسے استقبال بیت المقدس کو بیت اللہ کی وجہ سے منسوخ کرنا، [22]

٨۔ تخصیص تقلیل کا نام ہے اور نسخ تبدیل کا نام ہے۔

**تخصیص کی شرائط:**

تخصیص کی درج ذیل شرائط ہیں۔

1) مخصِص عام کے ساتھ ملا ہوا ہو کیونکہ اگر مخصِص مقدم ہو تو یہ منسوخ ہوگا اور اگر متاخر ہو تو ناسخ ہوگا۔ البتہ جمہور کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے۔ مُخصِص مقدم، مُقارن اور مُتاخر میں سے ہر ایک ہو سکتا ہے۔

2) مخصص فائدہ دینے میں مستقل بالذات ہو۔ اسی وجہ سے احناف کے نزدیک متصل مخصِص نہیں ہو سکتا۔ جبکہ جمہور کے نزدیک مخصِص متصل و منفصل ہر ایک ہو سکتا ہے۔

**اصولِ مفہوم مخالف بطور مخصص:**

مفہوم موافق کی دلالت قطعی ہوتی ہے، اس لئے یہ مخصص بن سکتا ہے۔ البتہ مفہوم مخالف کے ذریعے تخصیص کی جا سکتی ہے، یا نہیں اس میں دو رائے ہیں۔ (١) جمہور (مالکیہ، حنابلہ، اور اکثر شوافع) کے نزدیک مفہوم مخالف مخصص بن سکتا ہے۔ (٢) بعض حضرات کے نزدیک مفہوم مخالف مخصص نہیں بن سکتا۔ یہ رائے احناف اور شوافع میں سے امام غزالی رحمہ اللہ کی اختیار کردہ ہے [23]۔

**جمہور کی دلیل:**

جمہور کی دلیل ہے کہ مفہوم مخالف دوسری ادلہ شرع کی طرح ایک دلیل ہے۔ جس طرح وہ مخصص ہو سکتی ہیں، اسی طرح مفہوم مخالف بھی مخصص ہو سکتا ہے۔ اس کی مثال آپ علیہ السلام کا فرمان ہے۔ فی اربعین شاۃ شاۃ[24] یعنی چالیس بکریوں میں ایک بکری ہے۔ یہ عام حکم ہے۔ بکری معلوفہ ہو یا سائمہ ہو سب میں زکاۃ ہے۔ جب کہ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ فی سائمۃ الغنم زکاۃ، اس میں سائمہ کی قید ہے یعنی صرف سائمہ بکریوں میں زکاۃ ہے۔ اس کا مفہوم مخالف ہے، غیر سائمہ میں زکاۃ نہیں ہے۔ اس کے ساتھ پہلی حدیث کو خاص کریں گے اور زکاۃ کے عمومی حکم سے غنم معلوفہ کو مستثنیٰ کر لیا جائے گا۔ اور زکاۃ صرف سائمۃ بکریوں میں واجب ہو گی۔ نیز مفہوم مخالف خاص دلیل ہے۔ اور خاص عام پر مقدم ہوتا ہے۔[25]

**بعض دیگر فقہاء کی دلیل:**

مفہوم مخالف کا تعلق مفہوم سے ہے۔ اور عام منطوق ہوتا ہے، منطوق مفہوم سے اقوی ہوتا ہے اس لئے کہ منطوق اپنی دلالت میں مفہوم کا محتاج نہیں ہوتا۔ جب کہ مفہوم اپنی دلالت میں منطوق کا محتاج ہوتا ہے۔ لہذا مفہوم مخالف سے عام یعنی منطوق میں تخصیص نہیں کی جا سکتی۔[26]

ابوالمظفر السمعانی کی رائے:

علامہ السمعانی رقمطراز ہیں۔

واما التخصیص بدلیل الخطاب عندنا هو دلیل كالنطق فی احد الوجهین و كالقیاس فی الوجه الاخر وایهما كان یجوز التخصیص به،[27]

اس کا حاصل یہ ہے کہ مفہوم مخالف کی دو نسبتیں ہیں۔ منطوق کی طرف نسبت کرتے ہوئے منطوق کی، اور مسکوت کی طرف نسبت کرتے ہوئے قیاس کی، منطق اور قیاس دونوں سے تخصیص ہو جاتی ہے۔

**۲۔اصول تعمیم اور مفہوم مخالف:**

تعیم عموم سے مشتق ہے، جس کا لغوی معنی شمول ہے یعنی شامل ہونا۔اور اصطلاحی معنی ہے: ما تناول افرادا متفقة الحدود على سبيل الشمول۔عام وہ معنی یالفظ ہے، جو تمام افراد کو شامل ہو۔ جیسے لفظ انسان اپنے تمام افراد کو شامل ہے، جو حیوان ناطق کے زمرے میں آتے ہیں۔

**تعمیم (generallity) الفاظ و معانی دونوں کی خصوصیت ہے یا صرف الفاظ کی:**

بالاتفاق الفاظ میں عموم ہوتا ہے۔البتہ معنی میں عموم ہوتا ہے یا نہیں۔اس میں فقہاء کی تین آراء ہیں:

(۱) عموم معانی کی بھی خصوصیت ہے۔ان حضرات کی دلیل علت ہے کہ علت میں تخصیص ہو جاتی ہے اور تخصیص کا ہونا دلیل ہے کہ اس میں تعمیم بھی ہو سکتی ہے۔ چناچہ علت کی وجہ سے منصوص اور غیر منصوص دونوں میں حکم ثابت ہو جاتا ہے۔یہ جمہور اصولیین کی رائے ہے۔

(۲) معانی میں عموم نہیں ہوتا اور الفاظ کا معانی پر دلالت کرنا مجازاً ہوتا ہے۔یہ رائے امام شوکانی اور دیگر علماء کی ہے۔

(۳) معنی کے عموم میں لفظ مشترک ہے۔

راجح قول یہ ہے کہ جس طرح الفاظ میں عموم ہوتا ہے۔اسی طرح معانی میں بھی عموم ہوتا ہے۔اس لئے کہ عموم کا مطلب ہوتا ہے، تمام افراد کو شامل ہونا، جس طرح لفظ اپنے تمام مدلولات کو شامل ہوتا ہے، اسی طرح معنی بھی عام ہوتا ہے اور اپنے تمام افراد کو شامل ہوتا ہے۔

مفہوم (موافق، مخالف) میں تعمیم ہوتی ہے یا نہیں، اس میں علماء اصول کی دو رائے ہیں:

(۱) مفہوم میں تعمیم ہوتی ہے۔یہ رائے اکثر اہل علم کی ہے۔جس طرح لفظ سے حکم لفظ کے تمام مسمیات کو شامل ہوتا ہے۔اسی طرح مفہوم بھی اپنے تمام مسمیات پر مشتمل ہوتا ہے۔چنانچہ فی سائمۃ الغنم میں حکم تمام سائمہ بکریوں کو شامل ہے، اس کے ساتھ ساتھ اس کو بھی شامل ہے۔لا زكاة في المعلوفه یعنی معلوفہ بکریوں میں زکاۃ نہیں ہے

(۲) مفہوم میں تعمیم نہیں ہوتی ہے، یہ رائے امام غزالی کی ہے۔[28]

**امام غزالی کی دلیل:**

امام غزالی فرماتے ہیں کہ تعمیم لفظ اور نطق کی صفات میں سے ہے۔ اور مفہوم کا تعلق لفظ سے نہیں ہوتا لہذا یہ عام نہیں ہو سکتا۔ جمہور کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ مفہوم منطوق کی طرح ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ناسخ و منسوخ بھی بن سکتا ہے۔ لہذا یہ لفظ کی طرح عام بھی ہو سکتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ اختلاف معنوی ہے، جس کا اثر فروعات پر بھی پڑتا ہے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اذا بلغ الماء قلتین لم ینجس[29] یعنی جب پانی دو قلے ہو تو نجس نہیں ہوتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب پانی دو قلوں سے کم ہو گا تو نجاست پڑنے سے ناپاک ہو جائے گا چاہے اس میں کوئی تبدیلی ہو یا نہ ہو، یہ ان کی رائے کے مطابق ہو گا جو اس میں عموم کے قائل ہیں۔ اور جو عموم کو نہیں مانتے ان کے نزدیک حکم مختلف ہو گا۔

**۳۔ اصول نسخ (Abrogation) پر مفہوم مخالف کا اثر:**

مفہوم مخالف بالاتفاق منسوخ (Abrogated) ہو سکتا ہے۔ اصل (منطوق) حکم کے ساتھ بھی اور اس کے بغیر بھی۔ اس کی کل تین صورتیں ہیں:

**ا۔ مفہوم اور اصل دونوں کا نسخ[30]:**

اصل کے ساتھ منسوخ ہونا تو واضح ہے۔ اس لئے کہ جب اصل ہی باقی نہ رہے تو اس سے اخذ ہونے والے تمام مفاہیم خود بخود ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کی مثال سورۃ النساء کی آیت ہے:

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی[31] (اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ) اس کا منطوق ہے، نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جانا۔ (نشہ کی حرمت نماز کے ساتھ خاص ہے) اور مفہوم مخالف ہے نماز کے علاوہ نشہ کا جواز۔ یہ آیت مبارکہ منسوخ ہے سورۃ المائدہ کی آیت سے جس میں شراب کی مطلقاً ممانعت ہے، نماز کی حالت میں بھی اور نماز کے علاوہ بھی۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ[32]

اے ایمان والو بیشک شراب، جوا اور پانسے ناپاکی ہیں۔

**۲۔اصل کے بغیر مفہوم کا نسخ:**

اصل کے بغیر منسوخ ہونے کی مثال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

انما الماء من الماء[33](یعنی غسل انزال سے واجب ہوتا ہے)اس کا مفہوم مخالف ہے۔عدم وجوب غسل بغیر الانزال،یہ مفہوم دوسری حدیث سے منسوخ ہے۔جس میں آپ علیہ السلام نے فرمایا،اذا التقی الختانان، فقد وجب الغسل۔[34] یعنی جب التقاء ختانین ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے،چاہے انزال ہو یا نہ ہو۔یہ پہلی حدیث کے مفہوم کے لئے ناسخ ہے۔

**۳۔مفہوم کے بغیر اصل کا نسخ:**

اصل منسوخ ہو جائے اور مفہوم مخالف سے ثابت ہونے والا حکم باقی رہے۔اس کی مثال اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ[35] (فرض ہے تم پر جب تم میں سے کسی کی موت کا وقت ہو۔)

اس کا منطوق حکم ہے والدین اور عزیز واقارب کے لئے وصیت کا لازم ہونا۔اور مفہوم مخالف ہے،والدین اور اقرباء کے لئے وصیت واجب نہیں ہے۔یہ آیت مبارکہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے منسوخ ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا۔لا وصية لوارث[36]۔البتہ آیت مبارکہ کا مفہومی حکم اب بھی موجود ہے،یعنی والدین اور اقرباء کے علاوہ کے لئے وصیت کا عدم وجوب۔البتہ اس کے وجود میں اختلاف ہے۔اکثر اہل علم کی رائے میں یہ نہیں ہو سکتا جس کی درج ذیل وجوہات ہیں:

(۱)مفہوم مخالف سے ثابت ہونے والے حکم کی بنیاد اس قید پر ہوتی ہے،جو اصل میں ہوتی ہے۔جب وہ قید ہی باطل ہو جائے تو اس پر جس کی بنیاد ہے وہ بھی ختم ہو جائے گا۔

(۲)مفہوم منطوق کے تابع ہوتا ہے۔جب منطوق ہی ساقط ہو گیا تو تابع بھی باقی نہیں رہے گا۔البتہ بعض شوافع کی رائے یہ ہے کہ ایسا ممکن ہے کہ اصل منسوخ ہو جائے اور مفہوم سے ثابت ہونے والا حکم باقی ہو۔اس کی بھی دو دلیلیں ہیں۔(۱)مفہوم منطوق کے صرف دلالت میں تابع ہوتا ہے ذات کے اعتبار سے تابع نہیں ہوتا۔یہ لازمی نہیں کے ذات کے منسوخ ہونے سے مدلول بھی منسوخ ہو جائے۔(۲)منطوق اور مفہوم مخالف سے ثابت ہونے والے دونوں حکم ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔لہذا ایک

کے انتفاء سے دوسرے کا نہ ہونا لازم نہیں آتا۔ جمہور اہل علم کی طرف سے اس کا یہ جواب دیا جا سکتا ہے کہ اس آیت مبارکہ کے مفہوم مخالف سے ثابت ہونے والا حکم دوسرے دلائل کی بنیاد پر ہے نہ کہ مفہوم کی بنیاد پر۔

يجوز نسخ حكم مفهوم المخالفه ان ثبت والا فلا كقوله انما الماء من الماء فانه منسوخ بقوله اذا التقى الختانان فقد وجب الغسل،يبطل حكم مفهوم المخالفه بنسخ اصله على الصحيح،وقيل لا يبطل ،لكن لا ينسخ بمفهوم المخالفه على الصحيح،[37]

**مفہوم مخالف کا ناسخ (Abrogator) ہونا:**

مفہوم مخالف کے ناسخ ہونے میں علماء اصول کا اختلاف ہے.

(۱) مفہوم مخالف ناسخ نہیں ہو سکتا۔ یہ اکثر علماء کی رائے ہے اور یہی راجح ہے۔ اس لئے کہ نص کا درجہ مفہوم سے قوی ہوتا ہے۔ مفہوم کو ناسخ بنانا اس کو نص پر فوقیت دینے کے مترادف ہے۔ اس لئے نص کو مفہوم سے نسخ نہیں کر سکتے۔ (۲) مفہوم مخالف ناسخ ہو سکتا ہے۔ یہ بعض شوافع جیسے ابو اسحاق شیرازی[38] کی رائے ہے۔ ان کی دلیل ہے کہ مفہوم مخالف نص کے معنی میں ہوتا ہے۔ جیسے نص کو ناسخ بنایا جا سکتا ہے، اسی طرح مفہوم کو بھی ناسخ بنایا جا سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مفہوم مخالف کو نص پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔ اس کی دو وجوہات ہیں:

(۱) نص کی دلالت اپنے مدلول پر قطعی ہوتی ہے اور مفہوم کی دلالت ظنی ہوتی ہے۔

(۲) نص کو مستدل ماننے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، جب کہ احناف مفہوم مخالف کو مستدل تسلیم نہیں کرتے، لہذا مفہوم مخالف کو نص پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔[39]

**۴۔ تنسیخ بین المفاہیم کا معیار:**

مفہوم مخالف کی دو اقسام ہیں۔ مفہوم قوی، یعنی وہ مفہوم جن کی دلالت قوی ہوتی ہے جیسے مفہوم شرط یہ ناسخ ہو سکتے ہیں اس لئے کہ ان کی دلالت کے قوی ہونے کی وجہ سے ان کو نص کے قریب قریب سمجھا جاتا ہے۔ مفہوم ضعیف یعنی وہ مفہوم جن کی دلالت اپنے مدلول پر ضعیف ہوتی ہے، جیسے مفہوم عدد اور مفہوم لقب، یہ نص کے لئے ناسخ نہیں ہو سکتا اس کا جواب یہ

ہے۔کہ مفہوم نص کے لئے ناسخ نہیں ہو سکتا۔نص میں اور مفہوم میں فرق ہے دونوں برابر نہیں ہیں۔اور تفریق بین المفاہیم کا قول بلا دلیل ہے۔[40]

**۵۔اصول تعارض(Conflic Proofs or Opinions)اور مفہوم مخالف:**

تعارض باب تفاعل کا مصدر ہے۔تعارض کا لغوی معنی ہے، تقابل یعنی دو چیزوں میں تقابل کرنا۔تعارض کا دو معنی پر اطلاق ہوتا ہے:

ا۔المنع یعنی روکنا جیسا کہ حدیث سراقہ بن مالک میں آتا ہے۔

انه عرض لرسول الله صلى الله عليه وسلم وابى بكر الفرس اى اعترض به الطريق يمنعهما من الميسر،[41](اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر کو چلنے سے روکا)

۲۔المقابلہ جیسے کہا جاتا ہے عارضت کتابی بکتابه،[42]

تقابل کی دو صورتیں ہیں،(ا)تقابل علی سبیل المماثلت جیسے کہا جاتا ہے،عارضت فلانا فی السیر.(میں نے فلاں شخص سے چلنے میں برابری کی)(۲)تقابل علی سبیل الممانعت جیسے کہا جاتا ہے،عرض الشیء یعرض.(ایک چیز دوسری کے آڑے آگئی.)

اصطلاحی معنی ہے۔

تقابل الدليلين على سبيل الممانعة.[43]دو دلیلوں کا علی سبیل الممانعۃ تقابل کا نام تعارض ہے۔

علی سبیل الممانعۃ کا مطلب ہے کہ دونوں دلیلوں میں سے ہر ایک دوسری دلیل کے الٹ تقاضا کرے جیسے ایک دلیل حلت کا تقاضا کرے اور دوسری دلیل حرمت کا تقاضا کرے۔[44]

**تعارض کی شرائط:**

تعارض کی چار شرطیں ہیں۔

(ا)حکم میں دونوں دلیلیں متعارض ہوں یعنی ایک حلت کا اور دوسری حرمت کا تقاضا کرے۔

(۲) دونوں دلیلیں قوت میں برابر ہوں۔ مثال کے طور پر ایسا نہ ہو ایک حکم متواتر حدیث سے ثابت ہو اور دوسرا خبر واحد سے ثابت ہو اس لئے کہ خبر متواتر سے ثابت ہونے والا حکم فوقیت رکھتا ہے۔

(۳) دو متعارض دلیلوں کا زمانہ اور وقت ایک ہو۔

(۴) دونوں دلیلوں کے تعارض کا محل ایک ہو، دو مختلف محلوں میں تعارض کا تحقق نہیں ہو سکتا۔[45]

**تعارض دور کرنے کا طریقہ کار:**

دو دلیلوں میں تعارض ہونے کی صورت میں اس کو دور کرنے کے تین طریقے ہیں، ترجیح، تطبیق، تنسیخ البتہ ان میں زیادہ بہتر کون سا ہے. اس میں مختلف آراء ہیں:

جمہور کے نزدیک جمع بین الادلہ کا طریقہ زیادہ بہتر ہے۔ جس کی وضاحت یوں ہے، دو متعارض دلیلوں میں تطبیق کی کوشش کی جائے گی، تطبیق ممکن نہ ہو تو ترجیح دینے کی کوشش کی جائے گی، یہ بھی ناممکن ہو تو دونوں متعارض دلیلوں کی تاریخ دیکھی جائے گی۔ جو متاخر ہو گی، وہ متقدم کی لئے ناسخ ہو گی۔ یہ تیسری صورت بھی ناممکن ہو، تو مجتہد متعارض دلیلوں کو چھوڑ کر براءت اصلیہ کی بنیاد پر فیصلہ صادر کرے گا۔ جمہور کے نزدیک بھی یہی ہے۔ اس کے درج ذیل دلائل ہیں۔

(۱) دونوں متعارض دلیلیں صحت کا درجہ رکھتی ہیں، ان میں سے کسی کو بھی لغو یا باطل قرار نہیں دیا جا سکتا، لہذا جب تک دونوں پر کسی نہ کسی درجہ میں عمل ہو سکتا ہے، کرنے کی کوشش کی جائے گی، اس کے لئے بہترین جمع بین الادلۃ کا طریقہ ہے۔

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا، اللہ تعالی کا ایک جگہ ارشاد ہے۔ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۔[46] ( تیرے رب کی قسم ہم ضرور ان سے سوال کریں گے۔) اور دوسری جگہ ہے "فَيَوْمَىِٕذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ"[47] (اس دن انسانوں اور جنات سے سوال نہیں کیا جائے گا) بظاہر دونوں میں تعارض ہے۔ آپ نے جمع کا طریقہ کار اختیار فرمایا، جہاں سوال کی نفی ہے۔ وہ سوال نہ کرنے کے اعتبار سے ہے، کہ اللہ تعالی جانتے ہیں، اس لئے سوال نہ کریں گے۔ اور جہاں سوال کرنے کا حکم ہے۔ وہ انسانوں کو بتانے کے لئے ہے کہ تم نے یہ یہ عمل کیا ہے۔

(۳) متعارض دلیلوں کو جمع کر کے ان کو نقص اور عیب سے محفوظ رکھنا ہے۔ نیز جمع کے ذریعے دونوں متوافق ہو جاتی ہیں۔

احناف کی رائے میں متعارض دلائل کے حل کے لئے ترجیح کا طریقہ کار زیادہ مناسب ہے۔ جس کی وضاحت یوں ہے۔سب سے پہلے ان کی تاریخ ورود کو دیکھیں گے،جو متاخر ہو گی وہ متقدم کے لئے ناسخ ہو گی۔یہ اگر ناممکن ہو تو ترجیح کا طریقہ کار اختیار کیا جائے گا،اگر یہ بھی ناممکن ہو تو توجمع بین الادلہ کا طریقہ اختیار کریں گے۔اس لئے کہ ترجیح نہ ہونے کی صورت میں دونوں پر عمل کرنا زیادہ پسندیدہ ہے،تاکہ کوئی دلیل لغو نہ ہوں۔اگر یہ بھی ناممکن ہو دونوں دلیلوں کو ترک کر کے ان کے علاوہ کسی اور دلیل کی بنیاد پر حکم کو ثابت کیا جائے گا۔متعارض دلیلوں کے حل کا یہ طریقہ کار صحابہ سے بھی منقول ہے۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں جب دو حدیثوں پر عمل کرنا مشکل ہو جاتا تو وہ ترجیح کا طریقہ اختیار فرماتے تھے۔چنانچہ حدیث التقاء ختانین اور حدیث الماء من الماء پر عمل کرنا مشکل ہوا تو ترجیح کا طریقہ اختیار فرمایا اور التقاء ختانین والی روایت کو ترجیح دی۔اہل عقل وخرد بھی ترجیح کے طریقہ کار کو پسند کرتے ہیں۔[48]

**۶۔اصول مفہوم موافق(The Harmonious Meaning)اور مفہوم مخالف میں تعارض:**

مفہوم مخالف پر عمل کے اصولوں میں سے اہم اصول ہے کہ اس کا منطوق (حکم) کے ساتھ تعارض نہ ہو۔منطوق کے ساتھ تعارض کی صورت میں منطوق حکم کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔اس لئے کے منطوق حکم اصل ہے۔اور مفہوم تابع کی حیثیت رکھتا ہے،اصل اور متبوع مقدم ہوتے ہیں،البتہ اور دلائل کے ساتھ تعارض کی کچھ تفصیل ہے ، مفہوم موافق اور مفہوم مخالف میں تعارض ہونے کی صورت میں مفہوم موافق مقدم ہوتا ہے،اس لئے کہ مفہوم موافق کے مستدل ہونے پر سب کا اتفاق ہے،اور مفہوم مخالف مختلف فیہ دلیل ہے،نیز مفہوم موافق منطوق سے تعلق رکھتا ہے۔اس کی مثال سورہ بقرہ کی آیت ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ [49]اس سے معلوم ہوتا ہے،کہ آزاد کو آزاد کے مقابلے میں قتل کیا جائے گا۔اس کا مفہوم موافق اولی ہے کہ غلام کو آزاد کے مقابلے میں قتل کیا جائے گا،جب کہ اسکا مفہوم مخالف ہے،لا یقتل العبدبالحر (غلام کو آزاد کے مقابلہ میں قتل نہیں کیا جائے گا،)مفہوم موافق اور مفہوم مخالف میں تعارض ہے،اس لئے مفہوم موافق کو تقدم حاصل ہو گا،اور حکم ہو گا۔یقتل العبد بالحر،آزاد کے مقابلہ میں غلام کو قتل کیا جائے گا۔یہ حکم بطریق اولی ہو گا۔اس لئے کہ جب حر کے مقابلے میں حر کو قتل کیا جاتا ہے۔تو غلام کو ترجیحا قتل کیا جائے گا۔

**علامہ آمدی رحمہ اللہ کی رائے:**

مفہوم موافق اور مفہوم مخالف کے تعارض کی صورت میں دو وجوہات کی بنیاد پر مفہوم مخالف کو ترجیح دی جاسکتی ہے۔

(۱) مفہوم مخالف سے ہونے والا فائدہ تاسیس ہے۔اور مفہوم موافق سے تاکید کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔تاسیس اصل ہے۔اور تاکید فرع ہے،اصل کو فرع پر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔لہذا مفہوم مخالف پر عمل کرنا اولی ہے۔

(۲) دونوں مفہوموں میں فرق ہے۔مفہوم موافق میں صرف ایک مقدر مانا جاتا ہے۔یعنی منطوق میں حکم کی علت کو سمجھ کر مسکوت میں وہی حکم ثابت کرنا۔اگرچہ کبھی وہ علت مسکوت میں زیادہ موجود ہوتی ہے۔جب کہ مفہوم مخالف میں تین چیزوں کو مقدر مانا جاتا ہے۔(۱) عدم فہم المقصود من الحکم فہی محل النطق (منطوق حکم کی علت کو سمجھنا لازمی نہیں)(۲) بتقدیر کونه غیر متحقق فی محل السکوت،(علت کے مسکوت میں ہونا لازمی نہیں)(۳) بتقدیر ان یکون له معارض فی محل السکوت، لہذا جس میں ایک چیز کو مقدر مانا جاتا ہے،اس سے وہ اولی ہے، جس میں تین مقدرات کو مانا جاتا ہے۔آپ فرماتے ہیں:

فقد یمکن الترجیح مفہوم الموافقه علی مفہوم المخالفه من جهة انه متفق علیه ومختلف فی مقابله وقد یمکن ترجیح مفہوم المخالفه علیه من وجهین، الاول ،ان فائدة مفہوم المخالفه التاسیس--- الثانی،ان مفہوم الموافقه لا یتم الا بتقدیر فهم المقصود من الحکم فی محل النطق وبیان وجوده فی محل السکوت واما مفہوم المخالفه فانه یتم بتقدیر عدم فهم المقصود من الحکم فی محل النطق۔ وبتقدیر کونه غیر متحقق فی محل السکوت ، وبتقدیر ان یکون اولی باثبات الحکم فی محل السکوت، وبتقدیر ان یکون له معارض فی محل السکوت، ولا یخفی ان ما یتم علی تقدیرات اربعه یکون اولی مما لا یتم الا علی تقدیر واحد۔[50]

**علامہ شوکانی رحمہ اللہ کی رائے:**

علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے متن کے اعتبار سے مرجحات کو ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

انه یقدم مفہوم الموافقه علی مفہوم المخالفه،وقیل بالعکس،وقیل لا یرجح احدهماعلی الاخر،[51]

مفہوم موافق مفہوم مخالف پر مقدم ہوتا ہے۔ بعض حضرات کی رائے اس کے برعکس ہے اور تیسری رائے ہے۔ مفہوم ہونے میں دونوں برابر ہیں۔اس لئے دونوں میں سے کسی کو بھی ترجیح نہ دی جائے۔

**۷۔اصول مفہوم مخالف کا فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اثر:**

فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے جو آپ ﷺ نے انجام دیا ہے۔اصول مفہوم مخالف کا اطلاق افعال رسول پر ہوتا ہے یا نہیں۔جمہور کی رائے یہ ہے کہ فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس اصول کا اطلاق نہیں ہوتا۔اس کی دلیل ہے کہ ہو سکتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کام انجام دیا ہو،اور اس کے علاوہ دوسرا یعنی اس کا الٹ کام بھی جائز ہو۔تاہم علامہ ابن اللحام[52] کی رائے یہ ہے کہ فعل رسول میں اصول مفہوم مخالف کا اطلاق ہوتا ہے۔اس کی مثال ہے۔نبی اکرم صلی للہ علیہ وسلم نے ایام تشریق میں زوال کے بعد رمی فرمائی ہے۔اس کے مفہوم مخالف سے معلوم ہوتا ہے کہ قبل الزوال رمی کی اجازت نہیں ہے یہ استدلال بمفہوم المخالف ہے۔[53]

**خلاصہ:**

مفہوم مخالف کی حقیقت ہے منطوق حکم کی نقیض کو غیر منطوق کے لئے ثابت کرنا منطوق حکم میں مذکور قید کے نہ ہونے کی وجہ سے۔جمہور کی رائے میں مفہوم مخالف مخصِص بن سکتا ہے۔جیسا کہ دیگر ادلہ،جب کہ بعض حضرات کی رائے کے مطابق مفہوم مخالف مخصص نہیں ہو سکتا۔اس لئے کہ اس کا تعلق مفہوم سے ہوتا ہے۔اور تخصیص الفاظ کی خاصیت ہے۔ تعمیم کا معنی ہے۔لفظ یا معنی کا تمام افراد کو شامل ہونا۔ تعمیم سے متعلق تین آراء ہیں۔،۱، تعمیم معنی کی خاصیت ہے،۲، تعمیم الفاظ کی صفت ہے،۳، تعمیم کا تعلق الفاظ و معنی دونوں سے ہے۔جمہور کے نزدیک مفہوم میں تعمیم ہو سکتی ہے،جب کہ امام غزالی رحمہ اللہ نے اس کی مخالفت کی ہے۔مفہوم مخالف بالاتفاق منسوخ ہو سکتا ہے۔اکثر اہل علم کی رائے میں مفہوم مخالف ناسخ نہیں ہو سکتا۔مفہوم مخالف کا منطوق سے تعارض نہیں ہو سکتا۔مفہوم مخالف اور مفہوم موافق کا تعارض ہو جائے۔تو مفہوم موافق کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔علامہ آمدی رحمہ اللہ کی رائے میں مفہوم مخالف کو بھی ترجیح دی جاسکتی ہے۔علامہ شوکانی رحمہ اللہ کی رائے میں دونوں مفہوموں میں تعارض کی صورت میں ایک کو دوسرے پر ترجیح حاصل نہیں ہو گی۔اس لئے کہ مفہوم ہونے میں دونوں برابر ہیں۔

## مصادر اور مراجع:

[1] ۔ملاجیون احمد الصدیقی، نورالانوار شرح رسالۃ المنار، (کراچی: مکتبۃ البشری، الطبعۃ الاولی، ۲۰۰۸)، ۱/۱۳۔

Mulla Jewan Ahmad Al-Siddiqi, Nor Al-Anwar Sharh Risalat Al-Manar, (Karachi: Maktaba Al-Bashra, 1st edition, 2008) 1/13.

[2] ۔احمد بن فارس القزوینی، معجم مقاییس اللغہ، (بیروت: دارالفکر، ۱۹۷۹)، ۲/۵۵۔

Ahmed bin Faris Al-Qazwini, Mu'jam Maqayis al-Lughah, (Beirut: Dar Al-Fikr, 1979), 2/55.

[3] ۔ابن منظور جمال الدین محمد بن مکرم، لسان العرب، (بیروت: دار صادر، س ن)، ۱۲/۴۴۹۔

Ibn Manzur Jamal al-Din Muhammad bin Makram, Lisan al-Arab, (Beirut: Dar Sader, ND), 12/449.

[4] ۔محمد ابن الشیخ علی بن ادم الاتیوبی، قرۃ عین المحتاج شرح المسلم، (المملکۃ السعودیہ: دار ابن الجوزی، الطبعۃ الاولی، ۱۴۲۴ھ)، ۲/۴۲۴۔

Muhammad Ibn Al-Sheikh Ali Ibn Adam Al-Atiyubi, Qur'ah 'Ain Al-Muhtaj Sharh Al-Muslim, (Saudi Arabia: Dar Ibn Al-Jawzi, first edition, 1424 AH), 424:2.

[5] ۔عبدالملک بن عبداللہ الجوینی، البرھان فی اصول الفقہ، (قطر: دولۃ قطر، الطبعۃ الاولی، ۱۳۹۹ھ)، ۴۴۸۔

Abdul Malik bin Abdullah Al-Juwayni, Al-Burhan fi Usul Al-Fiqh, (Qatr: Dawlah Qatr, first edition, 1399 AH) 448.

۵۔الشریف علی بن محمد الجرجانی، کتاب التعریفات، (کراچی: میر محمد کتب خانہ، س ن)، ۱۵۶۔

Sayyid Al-Sharif Ali bin Muhammad Al-Jurjani, Kitab al-Tarifat, (Karachi: Mir Muhammad Kutb Khana, ND), 156.

[7] ۔آپ کا نام محمد بن عبدالرحیم، کنیت ابو عبداللہ، صفی الدین لقب ہے۔آذر بائی جان آپ کا علاقہ ہے۔آپ شافعی المسلک اور اشعری العقیدہ ہیں۔(صفی الدین محمد، الفائق فی اصول الفقہ، مقدمہ المحقق، المحقق: محمود نصار (بیروت، دار الکتب العلمیہ، الطبعۃ الاولی، ۲۰۰۵)، ۱/۶۔

Safi al-Din Muhammad, Al-Fa'iq fi Usul al-Fiqh, Editor's preface, editor: Mahmood Nassaar (Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyya, first edition, 2005), 1:6.

[8] ۔صفی الدین محمد، الفائق فی اصول الفقہ ۱/۶۔

Safi al-Din Muhammad, Al-Fa'iq fi Usul al-Fiqh, 1:6.

[9] ۔عبدالکریم بن علی النملہ، اتحاف ذوی البصائر (الریاض: دار العاصمۃ للنشر والتوزیع، الطبعۃ الاولی، ۱۹۹۶)، ۶/۴۰۴۔

Abdul Karim bin Ali Al-Namla, Ithaf Dhawi al-Basair, (al-Riyadh: Dar Al-Asimah lil Nashr wa Tau'zi', first edition, 1996), 6/404.

[10] ۔آپ کا نام محمد بن احمد الکلبی مالکی ہے۔آپ کا شمار علماء اصول، لغت، حدیث اور قرات میں کیا جاتا ہے۔اصول فقہ میں آپ کی مشہور کتاب تقریب الوصول الی علم الاصول ہے(۔ابوالطیب مولود السریری السوسی، معجم الاصولیین، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، الطبعۃ الاولی، ۲۰۰۲)،۴۱۹۔

Abu al-Tabib Mawlud al-Sariri al-Susi, Mu'jam al-Usuliyyin (Beirut: Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, first edition, 2002), 419.

[11] ۔محمد بن احمد ابن جزي الکلبی، تقریب الوصول الی علم الاصول، (لبنان: دار الکتب العلمیۃ، الطبعۃ الثانیہ، ۱۴۲۳ھ)، ۱۶۹۔

Muhammad bin Ahmad Ibn al-Jazi Al-Kalbi, Taqrib al-Wusul ali-Ilm al-Usul (Lebanon: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, second edition, 1423 AH), 169.

[12] ۔علی بن ابی علی آمدی، الاحکام فی اصول الاحکام، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ)، ۶۳/۳۔

Ali bin Abi Ali Amidi, Al-Ihkam fi Usul Al-Ahkam, (Beirut: Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah, 1424 AH), 3:63.

[13] ۔محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۱۶۱۱۔

Muhammad bin Ismail Al-Bukhari, Sahih Al-Bukhari, Hadith No: 1611.

[14] ۔القرآن، ۹: ۸۴۔

Al-Quran, 9:84.

[15] ۔عیاض بن نامی السلمی، اصول الفقہ الذی لایسع الفقیہ جھلہ، (الریاض: دار التدمریہ، ۲۰۰۵)، ۳۱۱۔

'Ayad bin Nami Al-Salami, Usul al-Fiqh allazi la yasau' al-faqih jahlah, (al-Riyad: Dar Al-Tadmuriyah, 2005), 311.

[16] ۔محمد بن صالح العثیمین، شرح الاصول من علم الاصول، (سعودی عرب: دار ابن جوزی، ۱۴۳۵ھ)، ۲۸۲؛ الجرجانی، کتاب التعریفات، ۴۰۔

Muhammad bin Saleh Al-Uthaymain,, Sharh al-Usul min Ilm al-Usul, (Saudi Arabia: Dar Ibn Jawzi, 1435 AH), 282; Al-Jurjani, Kitab al-Tarifat, 40.

[17] ۔القرآن، ۲۹: ۱۴۔

Al-Quran, 29:14.

[18] ۔القرآن، ۴: ۲۴۔

Al-Quran, 4:24.

[19] ۔البخاری، صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب المحرمات، رقم الحدیث، ۵۱۰۸۔

Al-Bukhari, Sahih al-Bukhari, Kitab al-Nikah, Bab al-Muharramat, Hadith No. 5108.

[20] ۔القرآن، ۴: ۱۱۔

Al-Quran, 4:11.

21۔البخاری، صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۳۵۰۸

Al-Bukhari, Sahih al-Bukhari, Hadith No: 3508.

22۔امین بن محمد المختار الشنقیطی، مذکرہ اصول الفقہ علی روضۃ الناظر،(مکۃ المکرمہ: دار عالم الفوائد، الطبعۃ الاولی، ۱۴۲۶ھ)، ۱۰۱۔

Amin bin Muhammad Al-Mukhtar Al-Shanqiti, Muzakkirah Usul al-Fiqh 'ala Rawdah al-Nazir, (Makkah Al-Mukarramah: Dar Alam Al-Fawa'id, first edition, 1426 AH), 101.

23۔عبداللہ بن احمد ابن قدامہ، روضۃ الناظر وجنۃ المناظر فی اصول الفقہ، (مکہ: المکتبۃ المکیہ)، ۲/۷۲۔

Abdullah bin Ahmad Ibn Qadamah, Rawdah al-Nazir wa Jannah al-Manadir fi Usul al-Fiqh, (Makkah: al-Maktabah al-Makkiyyah), 2/72.

24۔عبداللہ بن یزید ابن ماجہ القزوینی، سنن ابن ماجہ، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث: ۱۷۹۸

Abd Allah bin Yazid Ibn Majah Al -Qazwini, Sunan Ibn Majah Kitab al-Zakath, Hadith no: 1798.

25۔محمد بن حسین الجیزانی، معالم اصول الفقہ، (سعودی عرب: دار ابن الجوزی، الطبعۃ السابعۃ، ۱۴۲۹)، ۴۲۵۔

Muhammad bin Husayn Al -Jaizani, M'alim Usul al-Fiqh, (Saudi Arabia: Dar Ibn Al -Jawzi, seventh edition, 1429 AH), ۴۲۵ ۔

26۔عبدالکریم النملہ، المھذب فی اصول الفقہ المقارن، (الریاض: مکتبۃ الرشد، الطبعۃ الاولی، ۱۴۲۰ھ)، ۱۶۲۴۔

Abd Al-Karim Al-Namlah, al-Muhazzab fi Usul al-Fiqh al-Muqarin (Al-Riyad: Maktabah Al-Rushd, first edition, 1420 AH) 1624.

27۔منصور بن محمد بن عبدالجبار السمعانی المروزی، القواطع فی اصول الفقہ، (عمان، دار ابن فاروق، الطبعۃ الاولی، ۲۰۱۱)، ۳۰۳۔

Mansur bin Muhammad bin Abd Al-Jabbar Al -Samani Al -Marwazi, Al -Qawati' fi Usul Al-Fiqh, (Oman: Dar Ibn Faruq, 1st edition, 2011), 303.

28 النملہ، المھذب فی أصول الفقہ، ۱۴۶۳۔

29۔ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: ۵۱۷۔

Ibn Majah, Sunan Ibn Majah, Hadith no. 517.

30۔عبداللہ بن عمر البیضاوی، منھاج الوصول الی علم الاصول (بیروت: دار ابن حزم، ۲۰۰۸)، ۱۴۹۔

Abd Allah bin Omar Al-Baydawi, Minhaj al-Wusul Ila 'Ilm al-Usul (Beirut: Dar Ibn Hazm, 2008), 149.

31 ۔القرآن، ۴: ۴۳۔

Al-Quran, 4:43.

32۔القرآن، ۵: ۹۰۔

Al-Quran, 5:90.

33۔ صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۳۴۳۔

Sahih Muslim, Hadith: 343.

34۔جامع ترمذی، رقم الحدیث:۱۰۹۔

Jami' Tirmidhi, Hadith 109.

35 القرآن،۲:۱۸۳ ۔

Surah Baqarah, 2:183.

36۔ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ تبریزی، مشکوۃ، رقم الحدیث:۲۹

Abu Abdul -Allah Muhammad bin Abd al -Allah Tabraizi, Mishkat, Hadith no. 29.

37۔ابن نجار محمد بن احمد حنبلی، مختصر التحریر (الریاض، دارالارقم،الطبعۃ الاولی، ۱۴۲۰ھ)، ۱۸۴۔

Ibn Najjar Muhammad bin Ahmad Hambali, Mukhtasar al-Tahrir (al-Riyaz: Dar al-Arqam, 1st edition, 1420 AH) 184.

38۔آپ کا نام ابراہیم بن علی ہے۔ابو اسحاق کنیت ہے۔ جمال الدین لقب ہے۔ فیروزآبادی۔اور شیرازی نسبت ہے۔ایران میں فیروزآباد کے قریب ایک علاقہ شیراز ہے، جس کی طرف آپ منسوب ہیں۔آپ شافعی المسلک اصولی اور فقیہ ہیں۔التبصرہ،اور اللمع اصول فقہ میں مشہور کتب ہیں۔(ابوالطیب، معجم الاصولیین،۱۹۔)

Abu al-Tayyib, Mu'jam al-Usuliyyin, 19.

39۔ابو یعلی محمد بن حسین الفراء الحنبلی، العدۃ فی اصول الفقہ، (الریاض: المکتبۃ المکیہ، الطبعۃ الثالثۃ)، ۸۲۷۔

Abu Ya'la Hussain al-Farra al-Hambali, al-'Iddah fi Usul al-Fiqh (al-Riyad: al-Maktabah al-Makkiyyah, 3rd edition) 827.

40۔النملہ، المھذب فی اصول الفقہ المقارن، ۶۲۔

Al-Namlah, al-Muhazzab fi Usul al-Fiqh al-Muqarin, 62.

41 ۔البخاری، صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۳۶۵۲

42 ۔اسماعیل بن حماد الجوھری، الصحاح تاج اللغۃ، (بیروت، دارالکتب العلمیہ)، ۳/۱۰۴۰۔

Ismail bin Hammad Al -Jawhari, Al -Sihah Taj al-Lughah (Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyya) 3/1040۔

43 ۔بدرالدین محمد بن بہادر الزرکشی، البحر المحیط فی اصول الفقہ، (الکویت: دارالصفوہ)، ۶/۱۳۱۔

Badr Al -Din, Muhammad Bin Bader Al -Zarkashi, al-Bahr al-Muhit fi Usul al-Fiqh (al-Kuwait: Dar al-Safwah) 6/131.

44۔ابوالحسن علی بن سلیمان المرداوی، تحریر المنقول و تھذیب الاصول، (قطر، ادارۃ الشون الاسلامیہ)، ۳۴۸؛ ابویعلی محمد بن حسین الفراء الحنبلی، العدۃ فی اصول الفقہ، (الریاض: المکتبۃ المکیہ، الطبعۃ الثالثۃ)، ۸۲۷۔

Abu Al -Hassan Ali bin Saliyman Al -Mardawi, the liberation of the transmitted and the foolishness of the origins, (Qatr: Idarah al-Shu'un al-Islamiyyah 348; Abu Ya'la Muhammad ibn Hasan al -Farra al -Hanbali, al-Iddah fi Usul al-Fiqh (al-Riyaz: Al-Maktabah al-Makkiyyah, 3rd edition) 827.

45 ۔ محمد بن احمد المحلی، شرح الورقات فی اصول الفقہ (فلسطین: جامعۃ القدس، الطبعۃ الاولی، ۱۹۹۹)، ۱۷۴۔

Muhammad bin Ahmed Al -Mahali, Sharh al-Waraqat fi Usul al-Fiqh( Palestine: Jamia al-Qudus, 1st edition, 1999), ۱۷۴۔

46 ۔القرآن،۱۵:۹۲۔

Al-Quran: 15:92.

47 ۔القرآن،۵۵ :۳۹۔

Al-Quran: 55:39.

48 ۔ محمد بن صالح العثیمین، شرح الاصول من علم الاصول،(سعودی عرب: دار ابن جوزی،الطبعۃ الرابعہ،۱۴۳۵ھ)،۵۸۷

Muhammad bin Saleh Al-Uthaymain, Sharh al-Usul min Ilm al-Usul,
(Saudi Arabia: Dar Ibn Al -Jawzi, 4th edition, 1438 587.

49 ۔القرآن،۲ :۱۷۸

Al-Quran, 2:178.

50 ۔الآمدی،الاحکام فی اصول الاحکام،۴/۳۱۰۔

Al-Amidi, Al-Ihkam fi Usul Al-Ahkam, 4:310.

51 ۔ محمد بن علی الشوکانی، ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول(الریاض: دار الفضیلۃ،الطبعۃ الاولی،۲۰۰۰)،۱۱۳۶۔

Muhammad bin Ali Al -Shawkani, Irshad al-Fuhul, ila Tahqiq al-Haq min Ilm al-Ususl (al-Riyad: Dar al-Fazilah, 1st edition, 2000), 1136.

52 ۔آپ کا نام علی بن محمد ہے۔آپ کے والد لحام یعنی گوشت کا کام کرتے تھے۔اس لئے آپ کو ابن اللحام کہا جاتا ہے۔ حنفی المسلک ہیں۔ان کی مشہور کتب میں القواعد والفوائد الاصولیہ وما یتعلق بھا من الاحکام، سر فہرست ہیں۔

53 ۔ علی بن محمد ابن اللحام، شرح المختصر فی اصول الفقہ،(الریاض: کنوز اشبیلیا)،۵۷۵۔

Ali bin Muhammad Ibn al -Lahham, Sharh al -Muqtasar fi Usul Fiqh (al-Riyad: Kunuz ishbilia), 575۔